خطبات خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

ACD 124

Track - 2

35:00

''حضور ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دیگر جانداروں کے مقابلے میں انسان کی امتیازی حیثیت؟''

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لاکھوں سلام اور درود ہو۔اور ہم سب کو ہمارے نبی ﷺ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کی عنایات اور رحمت نصیب ہو۔سلسلہ عالیہ عظیمیہ سے آپ لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے تحت ہم نے ... ہم نے سے مراد میرے تمام دوست، میرے بزرگ ، میرے ساتھی سب نے مل کر متفقہ طور پر اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا اور وہ یہ کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کی روشنی میںجو علوم امت کو منتقل ہوئے ہیںان میں تین علوم بہت زیادہ اہم ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کے کون سے جذبات و احساسات ہیںجو حیوانات سے الگ کرتے ہیں۔انسانی اور حیوانی زندگی پر جب غور کیا جاتا ہے تو دنیاوی زندگی میں یہی ایک بات نظر آتی ہے کہ پیدائش کا سلسلہ ہو، جوانی کا سلسلہ ہو، نسل کشی کا سلسلہ ہو، کھانے پینے کا سلسلہ ہو، سونے جاگنے کا عمل ہوسب میں انسان اور حیوانات مشترک ہیں۔جس طرح ایک انسان پیاس کی حالت میں پانی پینے پر مجبور ہے اسی طرح حیوانات ، نباتات، جمادات میں سے ہر فرد پیاس کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے پانی پیتا ہے ۔آپ کے سامنے ہے کہ کوئی پرندہ پانی پئے بغیر نہیں رہ سکتا۔کوئی چوپایہ پانی پئے بغیر نہیں رہ سکتا۔نباتات کی صورت یہ ہے کہ کوئی درخت کوئی پھول کوئی پودا چھوٹا درخت ہو بڑا درخت ہوپانی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔گھاس پھوس آپ لگاتے ہیںاگر گھاس میں پانی نہ دیا جائے تو گھاس بھی جل جاتا ہے اور اس کا وجود ختم ہوجاتا ہے۔بالکل یہی صورت انسانوں کی بھی ہے ۔ انسان کو اگر پانی نہ ملے تو اس کی رگیں سوکھ جاتی ہیں اور وہ بھی مرجاتا ہے۔بھوک کا تقاضہ بھی سب جانوروں میں ہے۔انسان کو حیوانات سے جو چیز ممتاز کرنے والی ہے وہ بھوک پیاس کا تقاضہ نہیں ہے۔یہ بھی نہیں ہے کہ انسان کیا کھاتا ہے، جانور کیا کھاتے ہیں۔کہ کچھ کھانے سے انسان الگ ہوگیا ہے۔ بکری کے کھانے سے بکری الگ ہوگئی ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے۔ وہ مقرر ہے۔مثلاً کچھ علاقے کے لوگ ہیں وہ گیہوں نہیں کھاتے چاول ہی کھاتے ہیں۔کچھ علاقے ایسے بھی ہیںکہ وہاں کے لوگ گیہوں اور چاول دونوں ہی نہیں کھاتے شکر کھاکر گزارہ کرتے ہیں۔کچھ علاقے آپ کو ایسے بھی ملیں گے کہ جہاں گیہوں چاول ہوتے ہی نہیں لوگ روٹی بوٹی کھاکر گزارہ کرتے ہیں۔ اسی طرح جانوروں کی زندگی پر جب غور کیا جاتا ہے جانور بھی اپنی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے جو چیزیں

کھانے کی ہوتی ہیں ان کا انتخاب کرلیتے ہیں اور جو چیزیں کھانے کی نہیں
ہوتیں ان کا انتخاب نہیں کرتے۔اب انسان اور حیوان میں جو فرق ہے وہ فرق یہ
ہے کہ انسان کے پاس ایک اضافی عقل ہے۔اضافی عقل میں اس بنیاد پر عرض
کررہا ہوں کہ حیوانات میں بھی عقل ہے۔ مثلاً اگر انسان سانپ سے ڈرتا ہے تو
بکری بھی سانپ سے ڈرتی ہے بھینس بھی سانپ سے ڈرتی ہے اونٹ بھی سانپ
سے ڈرتا ہے۔اگر انسان شیر سے ڈرتا ہے تو شیر سے بھینس بھی ڈرتی ہے۔بہت
ساری چیزیں ایسی ہوں گی جن سے شیر بھی ڈرتا ہوگا۔تو ڈرنا اور اپنا بچاؤ
کرنااو ر اپنی زندگی کی حفاظت کرنااس بات کی دلیل ہے کہ اس کے اندر عقل و
شعور ہے۔مثلاً آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی بھیڑ نے پانی کی جگہ مٹی کا تیل
پی گیا ہو۔آپ نے کبھی یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی انسان نے پانی کی جگہ
پیٹرول پی لیا ہو۔حالانکہ ان تینوں چیزوں کو مختلف برتنوں میں ایک جگہ رکھ
دیا جائے تو دیکھنے میں تینوں چیزیں یکساں نظر آتی ہیں۔لیکن حواس یعنی عقل
یا شعور ہمیں بتاتی ہے پانی پینے کی چیز ہے مٹی کا تیل پینے کی چیز نہیں جلانے
کی چیز ہے۔تو اس میں عقل کی جہاں تک بات ہے وہ یہ ہے کہ اس میںانسان
اور حیوان دونوں برابر ہیں۔انسان کے اندر دوسرے حیوانات کے مقابلے میں اگر
کوئی اضافی عقل ہے تو ہم مزید جب غور و فکر کرتے ہیںبہت ساری باتیں
ہمارے سامنے ایسی آتی ہیں کہ جانوروں میں بھی انسان کی طرح تحقیق ہے۔
آپ شہد کی مکھی دیکھ لیں ۔ شہد کی مکھی کا نظام دیکھ لیں۔صاحب مکھی
باغ میں نکلتی ہے ۔ پھول پہ جاکر بیٹھتی ہے ۔ وہاں سے عرق چوستی ہے۔اور
جب وہ چھتے میں واپس جاتی ہے تو جاسوس مکھیاں اس کو سونگھتی ہیں۔اگر
وہ بھولے سے کوئی غلط قسم کا عرق لے آتی ہے تواس کو سب مل کر اسی
وقت ہلاک کرتے ہیں ماردیتے ہیں۔ اس کو اضافی عقل کے علاوہ ہم کیا کہہ
سکتے ہیں؟ اسی صورت سے آپ چیونٹیوں کا نظام دیکھیں۔ مشہور ہے بلکہ اب
تو مشاہدہ بھی ہے کہ چیونٹیاں برسات سے پہلے اپنی غذائی ضروریات کا ذخیرہ
کرلیتی ہیںاور زمین کے اندر ایسے خانے ملتے ہیں کہ چینی کی جگہ چینی رکھی
ہے۔ چاول کی جگہ چاول رکھے ہیں۔باجرے کی جگہ باجرہ رکھے ہیں۔اب اس کے
بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ چیونٹی اور انسان کی جو عقل ہے برابر برابر
ہے۔اگر انسان کے اندر کوئی اضافی عقل ہے تو شہد کی مکھی میں بھی اضافی
عقل ہے اور ایسی اضافی عقل ہے کہ کوئی انسان شہد نہیں بناسکتا۔شہد کا
چھتہ نہیں بناسکتا۔اب جب وحی کا تذکرہ آتا ہے تو صاحب انسان اس لئے ممتاز
ہے کہ اس کے اوپر وحی نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں
کہ میں مکھی پر بھی وحی نازل کرتا ہوں۔شہد کی مکھی پر اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ میں وحی نازل کرتا ہوں۔تو وحی میں بھی ایک انسان اور ایک مکھی
برابر ہے۔سونگھنے کی حس میں اگر انسان بہت محتاج ہے یہ سب جانتے ہیں کہ
کتے انسانوں سے زیادہ سونگھنے کی بہت زیادہ حس رکھتے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا
کتوں سے منشیات کے سلسلے میں کتنی مدد لی جاتی ہے۔قاتل پکڑنے میں کتنی

مدد لی جاتی ہے۔تو انسانی عقل کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان عقل کی
بنیاد پر حیوان سے ممتاز ہے۔یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اضافی عقل کی بنیاد پر
انسان جانوروںسے ممتاز ہے۔یہ میں نے آپ کو ایک دو مثال دی ہے شہد کی
مکھی کی بے شمار اس طرح کی مثالیں ہیں وقت کم ہے۔سیدنا حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا جو علم ہمیں منتقل ہوا ہے اس کی روشنی میںہمیں یہ بتایا
گیا ہے کہ عقل کی بنیاد پرکوئی انسان کسی حیوان سے ممتاز نہیں ہے ۔ اگر
انسان گھر بناتا ہے جانور بھی گھر بناتے ہیں۔ وہ اپنے حساب سے گھر بناتے ہیں۔
زمین کے اندر بل بناتے ہیں۔ درختوں پہ گھونسلے بناتے ہیں۔ایسے ایسے گھونسلے
بناتے ہیںاس کو اس طرح بنتے ہیں کہ آندھی ہو طوفان ہو درخت گر جاتے
ہیںگھونسلے نہیں گرتے۔ یہ آپ کے مشاہدے میں بات ہے۔ان کو یہ بھی پتہ ہے
کہ سردی سے ہم کس طرح بچاؤ اختیار کریں۔وہ ایک پرندہ ہے وہ سوراخ کرلیتا
ہے تنے کو وہ اس کے اندر رہتا ہے۔کیونکہ بہت اونچا ہوتا ہے۔سردی کا اس
طرح بچاؤ کرتا ہے کہ ایک طرف سوراخ کرلیتا ہے اندر اس طرح اس کا گھر گرم
ہوتا ہے کہ ہیٹر لگا ہوا ہو۔تو اس کو آپ عقل نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟
تو جتنا آپ تفکر کریں گے جتناآپ غور و فکر کریں گے اس تفکر اور غور و فکر کے
نتیجے میںایک ہی بات آپ کے سامنے آئے گی کہ عقل کی بنیاد پر کوئی انسان
دوسری مخلوق سے ممتاز نہیں ہے۔وہ عام عقل ہو جس کو سب مشترکہ
استعمال کرتے ہیں۔یا وہ اضافی عقل ہو ۔ اب اضافی عقل میںکچھ باتیں ایسی
ہیں جو انسان کے پاس اضافی عقل ہے اور کچھ چیزیں ایسی ہیںجو حیوانوں کے
پاس انسانوں سے زیادہ اضافی عقل ہے۔ مثلاً کبوتر ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ
صاحب کبوتر سے انسان ممتاز ہے۔لیکن اگر کبوتر یہ دعویٰ کرے کہ بھئی اگر
انسان تو میری طرح کھاتا ہے میری طرح پیتا ہے میری طرح تیرے بچے ہوتے
ہیں۔ جس طرح میں بچوں کو پالتا ہوں تو بھی پالتا ہے جس طرح تو بچوں کو
تربیت دیتا ہے میں بھی اپنے بچوں کو تربیت دیتا ہولیکن میرے اندر ایک اضافی
صفت ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں آسمان پر اڑ سکتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے ممتاز ہے
تو تو بھی اڑ کر دکھا۔کبوتر آپ سے یہ بات کہنے لگے تو آپ کے پاس کوئی جواب
نہیں ہے۔اگر کبوتر آپ سے بات کرے تو کبوتر کی اس بات پر آپ کو شرمندہ ہونا
پڑے گا۔بھئی ٹھیک بتایا ناں ہم تو نہیں اڑ سکتے کبوتر کی طرح۔میں نے روحانی
ڈائجسٹ میں ایک دفعہ لکھا تھاآواز دوست میں چڑیا گھر میں میں گیا تھاوہاں
شیر سے مکالمہ ہوا بات ہوئی اس میں یہ لکھا تھا کہ ایک شیر کی اور ایک
انسان کی ملاقات ہوگئی جنگل میں۔ شیر نے کہا میں زبردست ہوںآدمی نے کہا
میں زبردست ہوں۔بڑی آپس میں ایک دوسرے نے دلیلیں دیں۔تو شیر نے آگے جاکر
کہا کہ بھئی دلیل میں تو تو جیت گیاانسان۔ لیکن یہ بتا تیرے پاس ثبوت کیا ہے کہ
انسان افضل ہے؟ اس نے انسان نے جیب میں سے ایک تصویر نکالی اور تصویر
میں یہ تھا کہ شیر کے اوپر آدمی بیٹھا ہوا ہے سواری کرتا ہوا۔ اس نے کہا یہ
ثبوت ہے۔شیر بڑا گھبرایا بڑا پریشان ہواسوچنے لگا سوچنے کے بعد اس نے یہ

پوچھا انسان سے کہ یہ تصویر کس نے بنائی؟ بھئی انسان نے تصویر بنائی۔شیر نے
کہا پھر تو مسئلہ ہی حل ہوگیا۔جس روز شیر تصویر بنانے کے قابل ہوگیا اس
روز آدمی نیچے ہوگا شیر اوپر ہوگا۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عقل و شعور جو
ہے اس کی بنیاد پرکوئی انسان پوری کائنات میںکسی دوسری مخلوق سے ممتاز
ہونے کا ہرگزدعویٰ نہیں کرسکتا۔اب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی
میں۔میں ایک بات کا علم ہوتا ہے وہ یہ کہ انسان کو رسول اللہ ﷺ نے تین علوم
ایسے عطا کئے ہیںجن کی بنیاد پر انسان زمینی مخلوق سے نہیں وہ آسمانی
مخلوق سے بھی ممتاز اور افضل ہے۔اور وہ تین علوم کیا ہیں؟ پہلا علم یہ ہے
کہ انسان جب معاشرتی زندگی گزارتا ہے تو وہ جو کچھ اپنے لئے چاہتا ہے اپنے
بھائی کے لئے بھی چاہتا ہے۔جو آج کہیں موجود نہیں ہے۔ چونکہ یہ صفت انسان
کے اندر موجود نہیں رہی کہ جو اپنے لئے چاہتا ہے اپنے دوسرے بھائی کے لئے بھی
چاہتا ہے اس لئے اس صفت کے نہ ہونے سے اس کی افضلیت جو ہے ختم ہوگئی
اور وہ حیوان کے برابرآگیا۔پھر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے
محبت کروجب وہ ملیں جلیں السلام علیکم کہو، علیکم السلام کہو۔ہنس کر ان
سے بات کرو۔ ان کے حال احوال پوچھو۔مطلب یہ کہ جب آپ دو بھائی ملیںیا دو
بہنیں ملیںتو خوشی کا اظہار کریں۔اب یہاں صورت حال عجیب ہے ۔ یہاں کوئی
سندھی ہے، کوئی پنجابی ہے۔کوئی پٹھان ہے کوئی شیعہ ہے، کوئی سنی ہے،
کوئی دیوبندی ہے، کوئی بریلوی ہے۔تو جب یہ تفریق ہوگئی تو نہ ہم آپس میں
ایک دوسرے سے ملتے ہیں ۔ ہمارے ذہن میں پہلے یہ بات آتی ہے کہ یہ کیا
سندھی ہے؟ کیا یہ پنجابی ہے؟ کیا یہ پٹھان ہے؟ کیا یہ اردو اسپیکنگ ہے؟ کیا یہ
دیوبندی ہے؟ کیا یہ بریلوی ہے؟ چونکہ اب ہم نے اب اس بھائی کو دیکھ کر اپنے
اور اس کے درمیان ایک دوری کا پردہ ڈال لیا ہے اس لئے ہمارے چہرے پر
ناخوشی آتی ہے اور ہمارے اندر خود اپنے بھائی کے خلاف تضاد پیدا ہوجاتا ہے۔
چونکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوئی اس لئے انسان انسانیت سے
گر کر کتا ہوگیا۔اس لئے کتا کتے کو دیکھ کر بھونکتا ہے۔کتا کتے کو دیکھ کر
ناخوشی کا اظہار کرتا ہے۔اگر انسان انسان کو دیکھ کر ناخوشی کا اظہار کرے
تو وہ انسانیت کے معیار سے گر کرکتے کے معیار پر آجائے گا۔اسی صورت سے
جانوروںمیں اجتماعیت نہیں ہوتی۔لاکھوں بکریاں روز کٹ جاتی ہیں۔ کیوں کٹ
جاتی ہیں؟ لاکھوں بکریاں روز اس لئے کٹ جاتی ہیں کہ ان کے اندر اجتماعیت
نہیں پائی جاتی۔ایک آدمی قصائی جاتا ہے ایک ایک بکری کو بلاتا رہتا ہے گلا کاٹتا
رہتا ہے ۔ اگر ہزار بکریاںاجتماعی شعور استعمال کرسکتیںاور وہ ہزار
بکریاںقصائی کے اوپر پل پڑتیںکیا قصائی بکری کا گلا کاٹ سکتا تھا اس کو ذبح
کرسکتا تھا؟ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر سے اجتماعیت ختم
ہوگئی تو اس کی حیثیت بکری کی ہوگئی انسان کی نہیں رہی۔انسان کی ایک
فضیلت یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔مرہم رکھتا ہے۔
وہ بھی صورت اب یہاں نہیں رہی ۔ یہاںتو اب انفرادی سوچ ہے۔ ہر آدمی

انفرادی سوچ میںزندگی گزار رہا ہے۔اور اس کے سامنے نہ اس کی قوم ہے ۔ اس کے سامنے نہ اس کا وطن ہے ۔ اور اس نہ سامنے نہ اس کی نسل اور اولاد ہے۔تو اس اعتبار سے بھی انسان اپنی فضیلت کو کھوچکا ہے۔ اب جو علم ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ ملا ہے کہ حیوانات جو زندگی گزارتے ہیںاس زندگی میں عقل و شعور ایک تو یکساں ہے۔گرمی سردی کا بچاؤجانور بھی کرتے ہیں۔ گرمی سردی کا بچاؤ انسان بھی کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی بھوک لگتی ہے جانوروں کو بھی بھوک لگتی ہے ۔ وغیرہ وغیرہ۔ایک صورت یہ ہے کہ حیوانات کی جو زندگی ہے اس زندگی سے ہٹ کر انسان کی جو معاشرتی زندگی ہے اس کے اندر انفرادیت نہیں ہوتی اجتماعیت ہوتی ہے۔اسی اجتماعیت کی بنیاد پر قوانین وضع ہوئے۔مثلاً کم نہ تولو۔مثلاً جھوٹ نہ بولو۔مثلاً کسی سے نفرت نہ کرو۔آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔یہ معاشرتی ہمارے ہاں ایک قانون بن گیا۔اس معاشرتی قانون کا نام شریعت رکھا گیا۔بھئی کس طرح آپ رہیں؟ مثلاً جانور ہیںجانوروں کو لباس کی ضرورت نہیں ہے۔وہ واقف ہی نہیں ہیں کہ ستر پوشی ہونی چاہئیے یا نہیں ہونی چاہئیے۔حالانکہ ستر کا جہاں تک تعلق ہے انسان کے اور حیوان کے ستر میں کیا فرق ہے بھائی؟ کوئی فرق نہیں ہے۔لیکن حیوانات ستر پوشی سے واقف ہی نہیں ہیں۔انسان ستر پوشی سے واقف ہے۔ اب ستر پوشی سے واقفیت کی بنیاد پر انسان کو ایک ممتاز مقام حاصل ہوا ہے حیوانات کے مقابلہ میں۔اب آپ اس پر جتنا بھی غور و فکر کریں گے نئی نئی باتیں نئی نئی باتیں آپ کے سامنے آتی چلی جائیں گی۔مختصر یہ کہ حضور پاک ﷺ سے ہمیں ایک علم ملا کہ ہم معاشرتی طور پر زندگی کس طرح گزاریں۔اس کا نام شریعت ہے۔شریعت کے بارے میں سب جانتے ہیں۔دوسرا علم حضور پاک ﷺ سے یہ ملا کہ یہ معاشرتی جو آداب ہیںیہ اس وقت تک ہیں جب تک آدمی جسمانی طور پر اس زندگی میں موجود ہے۔اور ان آداب سے دوسری زندگی کا تعین ہوتا ہے کہ وہاں کیسی زندگی آپ کو گزارنی ہے۔اب مسئلہ دوسرا یہ سامنے آیا کہ ایک زندگی مادی ہے اور ایک زندگی یہاں کے بعد کی زندگی ہے ۔ جس کو آپ روحانی زندگی کہہ لیں۔جب روحانی زندگی زیر بحث آتی ہے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جب ہم پیدا نہیں ہوئے تھے تو کہاں تھے۔پیدا کیوں ہوئے؟ کوئی آدمی اتنے ماشاء اللہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیںکوئی ایک آدمی ہاتھ اٹھائے جو اپنی مرضی سے پیدا ہوا ہو۔ کیوں بھئی کوئی اپنی مرضی سے پیدا ہوا؟ اچھا کوئی آدمی ایسا ہاتھ اٹھا دے جو اپنی مرضی سے جوان ہی رہا ہو کبھی بوڑھا ہی نہ ہوا ہو۔بوڑھا ہونا بھی مجبور ی ہے۔کوئی دنیا میں پانچ ارب کی آبادی میں کوئی ایک آدمی اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں نے موت سے رستگاری حاصل کرلی ہے میں تو مر ہی نہیں سکتا۔ مرتا ہی ہے۔ پیدائش بھی مجبوری ہے ۔ اب ہر آدمی کو اللہ میاں یہ چوائس دے دے کہ بھئی تم جہاں چاہے تم پیدا ہوسکتے ہوتو ہر آدمی بادشاہ کے گھر ہی پیدا ہوتا۔غریب تو بیچارے سارے لاولد ہی مرجائیں گے۔ اب کوئی آدمی موچی کے ہاں پیدا ہورہا ہے

کوئی چمار کے ہاں پیدا ہورہا ہے ۔کوئی پٹھان کے ہاں پیدا ہورہا ہے کوئی سید
کے ہاں پیدا ہورہا ہے۔کوئی کسی کے ہاں پیدا ہورہا ہے۔ چوائس نہیں ہے۔
اچھا مرنے میں بھی چوائس نہیں ہے۔مرنا بھی یکساں طریقے پر ہے۔جوان ہونا
بھی یکساں،ہے۔وہ امیر ہو، بادشاہ ہو، فقیر ہو۔ ایک ہی طرح جوان ہوتا ہے،
ایک ہی طرح بوڑھا ہوتا ہے، ایک ہی طرح مرجاتا ہے۔ تو اس مجبوری کے عالم
میںانسان کو اپنی اس حیثیت کا پتہ چلتا ہے کہ یہ مادی زندگی جو ہے یہ غیر
حقیقی ہے۔ یہ مادی زندگی میں جب آپ پیدا ہوئے ۔جب آپ کو پتہ نہیں آپ
کہاںپیدا ہوگئے۔ہندو کے ہاں پیدا ہوگئے، مسلمان کے ہاں پیدا ہوگئے، عیسائی کے
ہاں پیدا ہوگئے،یہودی کے ہاں پیدا ہوگئے، کافر کےہاں پیدا ہوگئے۔ گرم علاقے
میں پیدا ہوگئے۔ ٹھنڈے علاقے میں پیدا ہوگئے ، جاہلوں میں پیدا ہوگئے۔ پڑھے
لکھوں میں ، کہاں؟ مجبور ہیں آپ جہاں پیدا ہوگئے۔اچھا اب لڑکے پیدا ہوگئے ،
لڑکی پیدا ہوگئے۔ اس میں بھی کوئی آپ کی چوائس نہیں ہے۔نہ والدین کی
چوائس ہے اس میں۔یعنی صاحب ہمیں تو لڑکا ہی چاہئیے ہمیں تو لڑکی ہی
چاہئیے۔کچھ بھی نہیں۔تو مادی زندگی میں جب ہم تفکر کرتے ہیں سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی روشنی میںتو ہمیں ایک بات نظر آتی ہے کہ
مادی ساری زندگی محض ایک خیال محض ایک عارضی صورت حال یا ایک فکشن
ہے۔ہر آدمی جو پیدا ہوگیا، جس روز پیدا ہوگیااسی دن سے مرنا شروع ہوگیا۔
یخرج الحی من المیۃ و یخرج المیۃ من الحی ... اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ ہر
آن ہر لمحے ہر آن ہر لمحے آدمی مر رہا ہے پیدا ہورہا ہے ، مر رہا ہے پیدا
ہورہا ہے۔پیدا ہورہا ہے اور مر رہا ہے۔یہ آپ کی بات بہت آسانی سے سمجھ
میں آجائے گی جب بچہ پیدا ہوا دو دن کا بچہ ہوا، کہا ں گئے کہاں گئے دو دن
بھائی؟مرگئے۔ جب بچہ پانچ دن کا ہوا تو چار دن مرگئے۔جب بچہ بچپن سے نکل
کر لڑکپن میں آیا تو بچپن مرگیا۔اور لڑکپن سے جوانی میں آیا تو لڑکپن مرگیا۔اور
جوانی سے جب بوڑھاپے میں گیاتو جوانی مرگئی۔یخرج الحی من المیۃ و یخرج
المیۃ من الحی ...یہ نظام قدرت ہے یہ کہ یہاں ہر شئے کوئی بھی ہو وہ انسان
ہو حیوان ہو پرندے ہو درندے ہوچرند ، ہو کوئی بھی ہوذرہ ہو یہ قانون ہے کہ
وہ ہر قدم پر پیدا ہوتا ہے اور دوسرے قدم پر مرجاتا ہے اور تیسرے قدم پر پیدا
ہوتا ہے چوتھے قدم پر مرجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس قانون کو بیان
کردیا ہے یہ مرنا اور جینایہ مرنا اور جیناکس چیز پر واقع ہورہا ہے۔ بتائیں بھئی
کس چیز پر؟اسی طرح مرنا جینا قائم ہے ، اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ
مادی وجو د کاکچھ پتہ ہی نہیں چلتا ، آپ جاکر قبر میں ڈال آتے ہیںدو مہینے کے
بعد آپ جاکر قبر کھودتے ہیں وہاں کچھ بھی نہیں ملتا مٹی مٹی ، سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ مادی وجود جو ہے یہ عارضی ہے فکشن ہے
یعنی فناہے جب فنا ہمارے سامنے آئی تو اب یہ بات بہت غور طلب ہے کہ فنائیت
کس راستے پر قائم ہے۔کوئی راستہ تو ہے جس پر لوگ آرہے ہیں فنا ہورہے
ہیں مر رہے ہیں اور جارہے ہیں۔لیکن دنیا موجود ہے۔روز بچے پیدا ہوتے ہیں

روز آدمی مرتے ہیں۔تو کوئی شئے ہے جو مادی وجود کو فنا سے اور بقا سے گزار
کر مادی وجودکو نیست و نابود کرکے مٹی کے ذرات میں تبدیل کردیتی ہے۔اس کو
تمام مذہبی کتابوں نے قرآن پاک نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اور اولیاء اللہ
نے روح کا نام دیا ہے۔تو دوسرا علم سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں
یہ ملا کہ اصل جو ہے روح ہے مادہ نہیں ہے۔اب جب ہم نے مادیت کو ہی سب
کچھ سمجھ لیاتو اس کا مطلب ہے کہ روح کی طرف سے ہماری نظر ہٹ گئی
ہے ۔ جب روح کی طرف سے نظر ہٹ گئی تو ہمارا وہ وصف مادیت کو اور روح
کو تلاش کرنے کا جو وصف تھاوہ ختم ہوگیا۔ جب وہ ختم ہوگیا تو پھر ہم حیوان
ہوگئے۔تیسرا علم سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں یہ ملا کہ مادی
وجود کی فنا کو سمجھ کر ہم اس بات کو جان سکتے ہیں کہ مادی وجود کی فنا
میں اور بقا میں مادی فنا اور بقا میں جو عوامل ہیں وہ کیا ہیں؟اور ان عوامل
کو متحرک کرنے والی چیز کون ہے۔وہ میں نے کہا روح ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ
روح کیا ہے؟ روح کے بارے میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ
روح رب کا حصہ ہے۔و نفخت فیہ من روحیہ...کہ ہم نے انسان کا مادی وجود
بنایا اور اس کے اندر اپنے میں سے روح ڈال دی۔و نفخت فیہ من روحیہ...کہ اپنے
میں سے جان نکال کر اس مادی وجود میں ڈال دی۔اس کا مطلب یہ کہ ہر مادی
وجود میںاللہ تعالیٰ کی جان موجود ہے۔اور ہر مادی وجود کی نشو ونما میں،
گھٹنے میں بڑھنے میں، جوانی میں بڑھاپے میںروح کی تحریکات کارفرما ہیں۔تو
پہلی بات تو یہ ہے کہ مادی وجود ہمارا جو ہے وہ کچھ نہیں ہے۔اس کا تو مقد
ر ہی مرنا ہے۔پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی آپ سامنے رکھیںاس کا
مقدر ہی مرنا ہے۔ختم ہونا فنا ہونا۔روح جو اس کے اندر ہے اس کے اوپر فنا
نہیںہے۔اور روح کیا ہے؟ روح اللہ کا حصہ ہے۔یعنی اللہ کی جان ہے۔جب اللہ
کی جان ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانچ ارب آبادی میں جتنے بھی انسان ہیں
ان سب میں اللہ کی جان موجود ہے۔اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں
فرمایا ہے کہ ... و فی انفسکم افلا تبصرون ... اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں
تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو؟ کیا چیز اندر ہے؟ و نفخت فیہ
من روحیہ...میں نے اپنی جان میں سے تمہارے اندر اپنی جان ڈال دی ہے۔اور جب
تک انسان کے اندر اللہ کی جان نہیں ہوتی انسان پیدا نہیں ہوتا۔اب اس کا
مطلب یہ ہوا کہ ہمیں یہ علم منتقل ہوا ہے آقائے نامدار خاتم النبیین محمد
رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کہ ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ بیٹھے ہوئے ہیں۔بات
صرف اتنی سی ہے کہ ہم مادی وجود کے زیر اثر رہتے ہوئے اندر دیکھنا جانتے
ہی نہیں ہیںباہر ہی دیکھتے ہیں۔ باہر ہی سب کچھ ہے۔ لیکن یہاں پھر یہ
سوالیہ نشان ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو باہر کیوں نہیں دیکھتا؟اس کا
مطلب ہے کہ اگر ہم باہر بھی دیکھ رہے ہیںتو اسی وقت تک دیکھ رہے ہیں
جب تک ہمارے اندر روح ہے۔تو ہم کیا ہوئے؟ روح۔روح کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی
جان ہے۔تو ہم سب کیا ہوئے؟ اللہ کی جان ہوئے۔اللہ کی جان کو اللہ سے الگ

نہیں کیا جاسکتا۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے کہا ...و فی انفسکم افلا تبصرون ...
کہ میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو؟ اب بات صرف اتنی
سی ہے کہ ہمیںاپنے اندر دیکھنا آنا چاہئیے۔ہم باہر دیکھتے ہیں۔ صرف اتنا ہے
کہ ہم اپنے اندر دیکھیں۔جیسے ہی ہم اپنے اندر دیکھنے کی پریکٹس کرلیں گے ۔
جیسے ہی ہم اپنے اندر دیکھنے کی صلاحیت سے واقف ہوجائیں گے اللہ نظر آجائے
گا۔اور جب اللہ نظر آجائے گا تو یہی انسان اور حیوان میں فرق ہے کہ حیوان
کوئی حیوان اس قانون سے اس علم سے واقف نہیں ہے کہ میرے اندر اللہ بیٹھا
ہوا ہے۔اگر کسی آدمی کو اس کا علم نہیں ہے کہ اس کے اندر اللہ بیٹھاہوا ہے
تو اس کی حیثیت کتے بلی چوہے مکڑی سے زیادہ ہرگز نہیں ہے۔عقل کی بنیاد
پر کبھی کوئی انسان کسی حیوان سے نہ ممتاز ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ
ہم سب کو توفیق عطا کریں کہ ہم اپنے اندر دیکھنے کی کوشش کریں۔ اپنے اندر
کا کھوج لگائیںاور یہ اپنے اندر دیکھنا سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے کیا
تھے غار حرا میں تشریف لے گئے۔ غار حرا میں جب حضور تشریف لے گئے تو اس
وقت نہ نماز فرض تھی نہ روزے فرض تھے۔ ظاہر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
غار حرا میں اس لئے تشریف لے گئے کہ اپنے اندر دیکھنا ہے۔اور جب رسول اللہ ﷺ
نے اندر دیکھاتو حضرت جبرئیل سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔اور جب حضرت جبرئیل
سامنے آکر کھڑے ہوئے تو ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی قربت ہوگئی
حضور کو اپنے اندر سے یعنی حضور کو اپنے اندر اللہ کی جان کو اتنا قریب دیکھ
لیاکہ اللہ تعالیٰ نے معراج میںاپنے پاس بلالیا۔اور بغیر کسی فاصلے کے اللہ تعالیٰ
نے خود کو دکھا دیا۔نہ صرف دکھا دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے سے راز
و نیاز کی باتیں کیں۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا مخلوق کو بتانے کے لئے
اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی کہ حضور پاک ﷺ میرے محبوب بندے جو یہاں تشریف
لائے اس کو کوئی خواب خیال بھی بات نہیں سمجھنا۔ماکذب الفؤاد ما...میرے
بندے نے جو دیکھا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ صحیح دیکھا اور جو باتیں کیں
وہ صحیح باتیں کیں۔بات کیا ہے بات صرف اتنی سی ہے کہ اپنے اندر دیکھنے کی
پریکٹس ہونی چاہئیے۔ اپنے اندر کا کھوج لگانا ہے۔اپنے اندر دیکھنے کا کھوج لگانا۔
اپنے اندر دیکھنے کی مشق کرنا۔ اسی کو روحانی لوگ مراقبہ کہتے ہیں۔جو
نمازکے بعد انشاء اللہ ہم کریں گے۔